ترجمۂ قرآن مجید

کنز الایمان

تفسیر

نور العرفان

مع حاشیہ

ترجمہ

امام اہلسنت اعلیحضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

پیر بھائی کمپنی

۴۰ ۔ اردو بازار لاہور

(بقیہ صفحہ ۴۷۰) تین سو سال کے بعد جگانے کی حکمت کا ذکر ہے کہ دیکھنے والوں کو ایمان نصیب ہو اور خود اصحاب کہف کا ایمان قوی سے قوی تر ہو جائے ۔۔۔ ۱۲۔ یعنی مکسلمینا جو ان تمام میں بڑے اور ان سب کے سردار ہیں (خزائن) ۱۳۔ چونکہ اولیاء اللہ کی کرامت لوگوں کو دکھانی منظور تھی' اس لئے رب نے انہیں سونے کی حالت میں اس جہان سے بے خبر کر دیا اور اپنی طرف متوجہ کر لیا جیسے عزیز علیہ السلام کو رب نے سو برس وفات یافتہ اور ادھر سے بے خبر رکھا۔ تا کہ ان کے معجزے کا ظہور ہو' ورنہ اللہ کے مقبول سوتے میں اور بعد وفات اس عالم سے خبردار ہوتے ہیں' رب فرماتا ہے۔ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حضور فرماتے ہیں میری آنکھیں سوتی دل نہیں سوتا اس ہی لئے نیند سے حضور کا وضو نہ جاتا تھا کہ بے خبری نہ ہوتی تھی' سارے نبی معراج میں حضور کے پیچھے نماز پڑھ گئے' بہت سے نبی حج وداع میں شریک ہوئے اس لئے یہاں قرآن فرما رہا ہے۔ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لہذا وہابیوں کا یہ قول غلط ہے کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو جاتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو قبرستان میں مردوں کو سلام نہ کیا جاتا۔ کیونکہ بے خبر کو سلام نہیں ۱۴۔ کیونکہ یہ حضرات سورج نکلتے وقت غار میں داخل ہوئے تھے اور آفتاب ڈوبتے وقت اٹھے تھے' وہ سمجھے کہ آج ہی ہم سوئے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ اجتہاد کرنا جائز ہے کیونکہ ان بزرگوں نے تخمینہ اور اجتہاد سے ہی مدت بیان کی یہ بھی معلوم ہوا کہ غلبہ ظن پر جو حکم لگایا جائے اس پر یقین نہ کرنا چاہیے ان بزرگوں نے اپنی حجامتیں بڑھی ہوئی' ناخن لمبے دیکھے تو تردد کرنے لگے کہ ایک دن میں اتنی حجامت کیسے بڑھ گئی تو بولے کہ اللہ جانے ہم کتنا سوئے ۱۵۔ دقیانوسی سکہ جو یہ حضرات اپنے ساتھ غار میں لے گئے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ توشہ یا پیسہ ساتھ رکھنا توکل کے خلاف نہیں ۱۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر سے خرید و فروخت جائز ہے دوسرے یہ کہ کافر کا پکایا ہوا کھانا مسلمان کے لئے حرام نہیں' کیونکہ شہر میں سب دکاندار کافر تھے' موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گھر برسوں کھانا کھایا' ہمارے حضور نے ظہور نبوت سے پہلے برسوں ابو طالب کے گھر کھانا کھایا' ہاں بخاری شریف میں ہے کہ حضور نے نبوت سے پہلے بھی بتوں کے نام کا ذبیحہ نہ کھایا' تیسرے یہ کہ مزیدار ستھرا کھانا۔ تقویٰ کے خلاف نہیں ۱۷۔ انہیں تھوڑی بھوک صرف اس لئے لگائی گئی کہ اس کے ذریعہ ان کی کرامت ظاہر ہو۔ اور لوگ کرامت اولیاء پر ایمان لائیں ورنہ جو رب انہیں اتنا عرصہ بغیر غذا کے سلا سکتا ہے وہ اب بھی بھوک روکنے پر قادر تھا' اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا آسمان پر بغیر غذا کے زندہ رہنا کچھ مشکل نہیں یہ تو اصحاب کہف کے لئے بھی ثابت ہے

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف بالفاء ... من النصف الاول و ... من النصف الاخیر ۱۲

ع ۳ ۱۵

۱۔ خیال رہے کہ وَلْيَتَلَطَّفْ کا دوسرا لام قرآن کریم کے پہلے آدھے میں ہے اور ط دوسرے نصف میں۔ ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جب اپنے ایمان کے اعلان کرنے پر قدرت نہ ہو تو ایمان چھپانا جائز ہے مگر کفار میں رہنا سہنا حرام۔ موقعہ پاتے ہی وہاں سے نکل جائے لہذا اس سے تقیہ کا ثبوت نہیں ہوتا' دوسرے یہ کہ کفر میں لوٹنے کو ایسا ناپسند کرنا چاہیے جیسے آگ میں گرنے کو' تیسرے یہ کہ کوئی متقی پرہیزگار اپنے ایمان و تقویٰ پر بھروسہ نہ کرے' رب کا فضل مانگتا رہے دیکھو اصحاب کہف کو خطرہ تھا کہ آج ہم مجبوراً کفر میں جتلا کئے گئے تو شاید پھر کفر سے ہمارے دل لگ جائیں اور اسلام کی طرف نہ واپس ہوں اور آخرت خراب ہو' یہ مراد ہے لَنْ تُفْلِحُوْٓا سے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ یعنی اصحاب کہف کو جگانے انہیں بھوک لگانے اور بازار میں بھیجنے میں یہ حکمتیں تھیں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا کھانا پینا بھی کبھی لوگوں کے ایمان کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی قبروں پر قبہ گنبد

وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا

اور چاہیے کہ نرمی کرے ۱ اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے بیشک اگر وہ تمہیں جان لیں

عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِیْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا

گے تو تمہیں پتھراؤ کریں گے یا اپنے دین میں پھیر لیں گے اور ایسا ہوا تو تمہارا کبھی بھلا

اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ

نہ ہوگا ۲ اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کر دی کہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ

اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ

سچا ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں ۳ جب وہ لوگ انکے معاملہ میں

بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ

باہم جھگڑنے لگے تو بولے انکے غار پر کوئی عمارت بنا دو ان کا رب انہیں خوب جانتا

قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ

ہے وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد

مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

بنائیں گے ۴ اب کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ۵ اور کچھ کہیں گے

خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بے دیکھے الاؤ تکا بات ۶ اور کچھ کہیں گے

سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا

سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ۷ تم فرماؤ میرا رب انکی گنتی خوب جانتا

يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۫ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪

ہے انہیں نہیں جانتے مگر تھوڑے ۸ تو ان کے بارے میں بحث نہ کرو مگر اتنی ہی بحث جو

وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ

ظاہر ہو چکی ۹ اور انکے بارے میں کسی کتابی سے کچھ نہ پوچھو ۱۰ اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا

(بقیہ صفحہ ۵۸۵) کھانا' کپڑا' مکانات' استعمال فرماتے تھے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کی کمائی مخلوط ہو۔ حلال و حرام دونوں سے' اس کے گھر کا کھانا درست ہے۔ دوسرے یہ کہ کفار کا کھانا حلال ہے۔ اگر یہ چیزیں حرام ہوتیں تو رب تعالیٰ اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو اس سے پہلے ہی بچاتا۔ ہمارے حضور نے اول عمر شریف سے کوئی حرام چیز نہ کھائی ۱۶۔ یعنی قبطی کو قتل کیا۔ ۱۷۔ کہ ہماری نعمت کا شکریہ تو ادا نہ کیا' ہمارے آدمی کو مار دیا ۱۸۔ یعنی مجھے یہ خیال نہ تھا کہ وہ مردود قبطی میرے ایک گھونسہ سے مرجائے گا' خلاصہ یہ کہ میرا ارادہ اسے قتل کرنے کا نہ تھا' بلکہ مارنا ادب سکھانے کے لئے تھا

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا

تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا۱ جبکہ تم سے ڈرا تو میرے رب نے مجھے حکم عطا فرمایا

وَّجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ

اور مجھے پیغمبروں سے کیا۲ اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان

اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ

جتاتا ہے کہ تو نے غلام بنا کر رکھے بنی اسرائیل۳ فرعون بولا اور سارے جہان

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

کا رب کیا ہے۴ موسیٰ نے فرمایا رب آسمانوں اور زمین کا۵ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾

اگر تمہیں یقین ہو۶ اپنے آس پاس والوں سے بولا کیا تم غور سے سنتے نہیں۷

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ

موسیٰ نے فرمایا رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا۸ بولا تمہارے یہ رسول

الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ

جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ضرور عقل نہیں رکھتے۹ موسیٰ نے فرمایا رب پورب

وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَئِنِ

اور پچھم کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں عقل ہو۱۰ بولا اگر تم نے

اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾

میرے سوا کسی اور کو خدا ٹھہرایا تو میں ضرور تمہیں قید کردوں گا۱۱

قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ

فرمایا کیا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی روشن چیز لاؤں۱۲ کہا تو لاؤ اگر

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ

سچے ہو تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا جبھی وہ

۱۔ اور مصر چھوڑ کر مدین چلا گیا۔ ۲۔ مدین سے مصر آتے وقت طور شریف کے پاس ۳۔ یعنی تو مجھ پر اپنی پرورش کا احسان جتاتا ہے' اور مجھے ایک قبطی کے مارنے پر الزام دیتا ہے اور خود تو نے میری ساری قوم بنی اسرائیل کو ناحق غلام بنا رکھا ہے اور ہزارہا بے گناہ بچوں کے خون سے تیرے ہاتھ آلودہ ہیں ۴۔ اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون رب تعالیٰ کا منکر تھا۔ خود اپنے آپ کو رب العالمین کہتا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ رب العالمین تو میں ہوں اور میں نے تم کو رسول بنایا نہیں۔ پھر تم رسول کیسے ہو گئے۔ یا یہ مقصد ہے کہ رب العالمین کی صفات بتاؤ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص سے اس کے لائق گفتگو کرنی چاہیے۔ کیونکہ فرعون صرف عالم اجسام کو جانتا تھا۔ عالم انوار' عالم امر' عالم ارواح وغیرہ سے بے خبر تھا۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے صرف عالم اجسام کا ہی ذکر کیا۔ اور وہ بھی آسمان و زمین اور ان کے درمیان کا جو اسے محسوس تھا۔ ورنہ رب تعالیٰ تمام عالموں کا رب ہے' خواہ عالم اجسام ہوں یا کوئی اور ۶۔ یقین استدلالی علم پر بولا جاتا ہے' اسی لئے اللہ کے علم کو یقین نہیں کہا جاتا۔ مطلب یہ ہے کہ اے فرعونیو! اگر تم میں آیات الہیہ میں غور کرنے کی اہلیت ہو تو ان سے رب کو پہچانو۔ ۷۔ اس وقت فرعون کے آس پاس پانچ سو خاص آدمی زیوروں سے آراستہ جڑاؤ کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ان لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ آسمان و زمین کا خالق فرعون ہے' یا وہ آسمان و زمین کو دائمی مانتے تھے۔ قدیم کو خالق کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا ان کے لئے کوئی خالق نہ مانتے تھے ۸۔ یعنی اگر تم آسمان و زمین کو قدیم مانتے ہو تو تم اور تمہارے باپ دادا تو قدیم نہیں' یہ تو خالق کے حاجت مند ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں' انہیں پیدا فرمایا۔ اور پالا پرورش کیا۔ ۹۔ کہ یہ میرے سوائے دوسرے نہ دیکھے ہوئے کو رب مان رہے ہیں۔ خیال رہے کہ فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو رسول کہنا مذاق و دل لگی کے طور پر تھا اور رسولکم کہنے سے اس کا مطلب یہ تھا اگر یہ رسول ہوں بھی تو تمہارے ہوں گے نہ کہ میرے میں تو رب ہوں۔ معاذ اللہ! ۱۰۔ یعنی سورج کا پورب سے نکل کر پچھم میں ڈوبنا' اس سے موسموں فصلوں کا بدلنا بتا رہا ہے کہ یہ قدیم نہیں کسی قدرت والے کے قبضہ میں ہیں' اور ظاہر ہے کہ تو ان کا رب نہیں کیونکہ یہ تجھ سے پہلے سے ہیں' تیرا ان پر کوئی اثر نہیں۔ لہٰذا ان کے حرکت دینے والے کو رب مان لے۔ سبحان اللہ ۱۱۔ اس کلام سے فرعون کی بے کسی اور بے بسی اور موسیٰ علیہ السلام کی ہیبت ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے دلائل کا کوئی جواب نہ دیا۔ ساتھ ہی قتل کا نام بھی نہ لیا بلکہ قید کرنے کو کہا' یہ بھی اپنے ساتھیوں میں اپنا رعب قائم رکھنے کو ۱۲۔ یعنی اپنے معجزے جو میری نبوت کی کھلی دلیل ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ تو مجھے بفضلہ تعالیٰ قید بھی نہیں کر سکتا۔ رب نے میری حفاظت فرمائی ہے اور مجھے ایسے معجزے بخشے ہیں جن کے سامنے تیری ساری قوتیں' ہیچ ہیں